بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۵۶

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل

لاہور پاکستان

یوم چہارشنبہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ ”
سہ ماہی ۶ ”
ماہوار ۲½ ”
قیمت فی پرچہ ۱/ ۔

جلد ۲	۱۷ امان ۱۳۲۷ ہش	۵ جمادی الاول ۱۳۶۷ھ	۱۷ مارچ ۱۹۴۸ء	نمبر ۵۸

الگ اسلامی بلاک بنایا جائے

لاہور ۱۶ مارچ :۔ ہز ایکسیلینسی محمد الشریجی وزیر شرق اردن نے آج ایک بیان میں مشورہ دیا۔ کہ تمام اسلامی ممالک کو اقوام متحدہ کی انجمن میں الگ اسلامی بلاک قائم کرنا چاہیئے۔ جو مشرقی اور مغربی طاقتوں کے درمیان توازن کا کام دے۔ آپ نے کہا۔ کہ یہ میرا ذاتی خیال ہے۔ حکومت کے خیالات کا پرتو نہیں ہے۔ (د۔ پ)

ہندوستان سے آنے والے مال پر کسٹم ڈیوٹی

لاہور ۱۶ مارچ :۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ چھالیہ شراب سائیکلوں اور موٹروں کے پرزے اور اسی قسم کی دوسری اشیاء پر جو ہندوستان سے پاکستان آئیں گی نئی شرح کے مطابق کسٹم ڈیوٹی عائد ہوگی۔

پاکستان اور ہندوستان کی حکومتیں پناہ گزینوں کو آبائی گھروں میں بسانے کی ہر ممکن کوشش کریں

وزراء پناہ گزیناں کی کانفرنس کے اہم فیصلے

لاہور ۱۶ مارچ :۔ کل پاکستان اور ہندوستان کے وزراء پناہ گزیناں کی تین روزہ کانفرنس ختم ہو گئی جسمیں بہت سے اہم معاملات طے پائے۔ آج ایک مشترکہ اعلان میں کہا گیا کہ مغویہ عورتوں کو برآمد کرنے کے لئے دونوں حکومتیں اپنی سرگرمیاں بہت تیز کر دیں گی۔ اور اگر موجودہ طریق کار اطمینان بخش ثابت نہ ہوا۔ تو اس کام کو بطریق احسن سرانجام دینے کے لئے ایک الگ تنظیم معرض وجود میں لائی جائے گی۔ اور اس کے لئے دونوں ملکوں میں نہایت سخت قوانین نافذ کئے جائیں گے۔ تاکہ اس کام میں روڑے اٹکانے والے عنصر کو سختی سے دبایا جا سکے۔

قیدیوں کا تبادلہ بہت جلد شروع کر دینے کا فیصلہ بھی طے پایا۔ حکومت پاکستان کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ اس تبادلہ میں صوبہ دہلی کے قیدیوں کو بھی شامل کیا جائے۔

ملکوں کی لاشوں کے تبادلے کے متعلق بھی فیصلہ کن سمجھوتہ ہو گیا۔ پناہ گزینوں کا سامان اور اسلحہ وغیرہ لانے کے امور کا بھی

حضرت امام جماعت احمدیہ کی تصریحات

کراچی ۱۶ مارچ :۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ نے آج ایک صحافتی بیان میں پاکستان اور ہندوستان کے باہمی اختلافات کو مصالحانہ طریق پر سلجھانے کی پرزور اپیل کرتے ہوئے فرمایا۔ اب جب کہ ملک کی تقسیم تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ ہندوستان کو پاکستان سے فیاضانہ برتاؤ کرنا چاہیئے نہ روز روز کے باہمی مناقشات کبھی خوشگوار نتائج پیدا نہیں کر سکتے۔ آپ نے چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی رہائش گاہ پر اخبار نویسوں کو بیان دیتے ہوئے اس امر کی حمایت فرمائی۔ کہ پناہ گزینوں کو اپنے آبائی گھروں کی طرف واپس لوٹ جانا چاہیئے۔ اور ہند اور پاکستان کے مابین رسمی دیواریں کھڑا کرنے کے لئے احتراز کیا جائے۔ تاکہ دونوں ملکوں کے درمیان صلح محبت کے تعلقات پیدا ہوں۔ آپ نے مزید فرمایا۔ کہ دونوں حکومتوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں ایسے حالات پیدا کریں۔ جن سے پناہ گزین اپنے اپنے علاقہ میں واپس جا کر بحفاظت اور باہمی پیار اور محبت سے آباد ہو جائیں۔ (د۔ پ)

اچھوت پاکستان کیلئے جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں

لاہور ۱۶ مارچ :۔ مغربی پنجاب کے شیڈولڈ کاسٹ فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری مسٹر ٹھاکر لال سبھروال نے اچھوتوں کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اچھوت پاکستان کے لئے اپنی جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ پسماندہ قوم پاکستان میں اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے اچھوتوں کی امداد کا وعدہ کر کے ان کے مقصد کو بہت تقویت پہنچائی ہے آپ نے مزید کہا۔ کہ اچھوت صدیوں سے ناخواندہ چلے آتے ہیں۔ اور انہیں ناخواندہ اور جاہل محض مطلب براری کے لئے رکھا جاتا رہا ہے۔ امید ہے ایک حکومت پاکستان ان کی تعلیم کی طرف خاص دھیان دے گی نیز اچھوتوں کو اسمبلی کی نشستیں بھی ملنی چاہیئیں۔ (اورینٹ)

کوئٹہ ۱۶ مارچ :۔ قانون تحفظ عامہ کے تحت خان عبد الحمید خان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ (د۔ پ)

پاکستان کے لئے کوئلہ

لندن ۱۶ مارچ :۔ یارک شائر سے کوئلہ کا ایک جہاز پاکستان روانہ ہو چکا ہے۔ جس میں ½۸ ہزار ٹن کوئلہ ہے (رائٹر)

لیک سکسیس ۱۶ مارچ :۔ آج رات سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر پر بحث ہونے والی تھی۔ مگر اس کے التوا کا اعلان ہو گیا۔ کیونکہ ابھی جکوسلواکیہ وغیرہ کا معاملہ کسی فیصلہ کن مرحلہ پر نہیں پہنچا۔

جنرل طارق کا بیان

تراڑکھل ۱۶ مارچ :۔ آزاد کشمیر فوج کے کمانڈر انچیف جنرل طارق نے ایک بیان میں کہا۔ کہ ہندوستانی لیڈروں کا یہ خیال کہ تین ماہ میں ہندوستانی فوج آزاد فوج کو ختم کر دیگی محض دھوکہ ہے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ ہماری فوجیں گرمیوں میں ان مقامات پر جا پہنچیں گی۔ جہاں وہ سردیوں میں نہیں پہنچ سکیں۔ (د۔ پ)

نظام دکن کا گرانبہا عطیہ

حیدرآباد ۱۶ مارچ :۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ نظام دکن نے کنووکیشن ہال کی تعمیر کے لئے اندرا یونیورسٹی کو دو لاکھ روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔ (اورینٹ)

راولپنڈی ۱۶ مارچ :۔ پاکستان کے آرمی کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی نے کل پاکستان آرٹلری سکول نوشہرہ کا معائنہ کیا۔ (د۔ پ)

یہود صلح کیلئے تیار ہیں

بیت المقدس ۱۶ مارچ :۔ یہودی ایجنسی کے ترجمان نے ایک بیان میں کہا۔ کہ قضیہ فلسطین کے متعلق یہود صلح کے پیغام کا خیر مقدم کریں گے۔ مزید کہا۔ کہ نہ ہم نے اس جنگ کو شروع کیا ہے۔ اور نہ ہی اس کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ البتہ صلح وہی قابل قبول ہوگی جس میں یہود کی مزعومہ ریاست میں مداخلت نہ کی جائے (رائٹر)

نوشہرہ میں گھمسان کی لڑائی جاری ہے۔ دشمن کو بھاری نقصان ہو رہا ہے

تراڑکھل ۱۶ مارچ :۔ آزاد کشمیر حکومت کا امروزہ اعلان مظہر ہے۔ کہ نوشہرہ کے محاذ پر گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ جس میں ہندوستانی فوج کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ چنانچہ اس معرکہ میں دشمن کے ۱۱۱ سپاہی کام آئے۔ جبکہ ہمارے صرف بارہ مجاہد شہید یا زخمی ہوئے۔ باوجودیکہ دشمن کی نئی کمک پہنچ گئی ہے۔ مگر مجاہدین نے انہیں ہزیمت دے کر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ اور انہیں متعدد چوکیوں سے ہٹا دیا گیا ہے

چھنی ہوئی عورتوں کی واپسی کیلئے ہر ممکن کوشش کیجائیگی میجر عبد الرحمن کا بیان

لاہور ۱۶ مارچ :۔ محکمہ تعلقات عامہ مغربی پنجاب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہندوستان میں پاکستان کے ڈپٹی ہائی کمشنر میجر جنرل عبد الرحمن نے بتایا ہے۔ کہ مشرقی پنجاب کی ریاستوں میں چھنی ہوئی عورتیں اب بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ آپ حال ہی میں دہلی اور کراچی کے سفر اور انبالہ اور کرنال کے پناہ گزینوں کے کیمپوں کے دورہ سے واپس جالندھر پہنچے ہیں۔ دہلی میں آپ نے لیڈی ماؤنٹ بیٹن سردار پٹیل مہاراجہ پٹیالہ اور ہندوستانی یونین کے متعدد افسروں سے مل کر چھنی ہوئی عورتوں کی ریاستوں سے بازیابی کے متعلق تبادلہ خیالات کیا

میجر جنرل نے اس کام کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ بعض اوقات کئی لڑکیاں واپس آنے سے انکار کر دیتی ہیں۔ اور کبھی بعض لوگ ان کی واپسی کے رستے میں روکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ بہرحال ان سب کا واپس آنا ضروری ہے

اور ہم اس سلسلے میں ہر ممکن تدبیر عمل میں لائیں گے۔ آپ نے امید ظاہر کی۔ کہ حکومت اور ریاستوں کے حکمرانوں کے تعاون اور خیر سگالی سے تمام مشکلات پر قابو پا لیا جائے گا۔

ایڈیٹر :۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی۔ اے ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ سے شائع کیا۔

گاندھی جی کے قتل پر ایوان اسمبلی میں اظہارِ تعزیت کی تقریریں

نیازی صاحب کا پردہ بل چند قانونی اور ٹیکنیکل وجوہ کی بنا پر نامنظور

لاہور ۔۔۔۔ (اپنے نامہ نگار سے) ۔۔۔۔ ۱۶ مارچ

راؤ خورشید علی

آپ نے گاندھی جی کی تعزیت کی قرار داد کی تائید کے سلسلے میں تقریر کرتے ہوئے کہا میں ایوان کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ آواز جو آپ نے مسلمانوں کی واپسی کیلئے اٹھائی تھی جھوٹی ہی سہی لیکن سچ یہ ہے کہ سچے مذہب اسلام کے پیرووں کے سلوک سے تنگ آکر پھر اسی جہنم زار کیطرف لوٹ رہے ہیں جہاں اُن کی عصمتیں لُٹیں، جہاں اُن کے اقربا مارے گئے۔ اور بچے موت کے گھاٹ اُتارے گئے۔

مغربی پنجاب کی لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس آج ٹھیک دو بجے تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ تلاوت کے وقت ایوان میں ارکان کی تعداد ۳۰ تھی لیکن تلاوت کے دوران میں کچھ اور رُکن بھی داخل ہوئے۔ سب سے پہلے مشرقی پنجاب کے ایم۔ ایل۔ اے میاں باغ علی نے حلفِ وفاداری اُٹھایا۔ اس کے معاً بعد مغربی پنجاب کے وزیر اعظم خان افتخار حسین خاں ممدوٹ نے گاندھی جی کے افسوسناک قتل پر اظہارِ تعزیت کی قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا اسمبلی کے گذشتہ اجلاس کے ختم ہوتے ہی یہ سانحہ عظیم وقوع میں آیا اور یہ ایوان مجموعی طور پر اس حسرت آیات موت پر اظہارِ تعزیت نہیں کر سکا۔ کل چونکہ بجٹ تقریر کیوجہ سے کوئی اور تحریک کی نہیں جا سکتی تھی لہذا میں تعزیت کی یہ قرارداد آج ایوان میں پیش کر رہا ہوں۔

خان ممدوٹ کی تقریر

تقریر کے شروع میں آپ نے گاندھی جی کی ہندوستان کے لئے جدوجہد آزادی شروع کرنے سے پہلے کی اُن سیاسی سرگرمیوں کا ذکر کیا جو آپ نے افریقہ اور دیگر بیرونی ممالک میں جاری رکھیں۔ آپ نے فرمایا آپ کے دونوں اصول اہنسا یعنی عدم تشدد اور دوسرا ہندوستان کی آزادی کے لئے مختلف قوموں میں اتحاد، قابلِ قدر اور نیک جذبات کے حامل تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ ہندوستان کی بہبود اور ہندوستانیوں کی فلاح کے لئے صرف کیا کلکتے کے فسادات میں امن و آشتی کے اس علمبردار نے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر امن و آشتی کا پرچار اور میری ذاتی رائے یہ ہے کہ دہلی کے فسادات کے رُک جانیکی اصل وجہ گاندھی جی کی بے لوث اور اَن تھک کوششیں ہی تھیں۔

چودھری صلاح الدین

خان ممدوٹ کے اظہارِ تعزیت کے بعد چودھری صلاح الدین صاحب نے انگریزی زبان میں مختصر سی تقریر کرتے ہوئے آنریبل وزیر اعظم کی قرارداد کی تائید کی۔ آپ نے کہا۔ گاندھی جی کی عظمت اس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے ملک کی اقلیتوں کی حمایت میں آواز اُٹھاتے ہوئے اپنی ہی قوم کے ایک فرد کے ہاتھوں مارے گئے۔

چودھری محمد حسن کی تقریر

اس کے بعد مشرقی پنجاب کی اسمبلی پارٹی کے لیڈر چودھری محمد حسن نے آنریبل وزیر اعظم خان ممدوٹ کی قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ آپ کا قتل اُن جماعتوں کی متحدہ سازشوں کی وجہ سے ہوا جنہیں ہندو مہاسبھا، راشٹریہ سیوک سنگھ اور اکالی دل کہا جاتا ہے۔ اور جن کے خلاف حکومت ہندوستان مؤثر قدم اُٹھا رہی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ لوگ کبھی کمیونسٹوں کے لباس میں کبھی سر منڈا کر کسی نہ کسی حیلے اور بہانے سے پاکستان میں داخل ہو رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہیں وہ ہمارے ارباب اقتدار کی نظروں میں وفادار بن کر ہماری پولیس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر یہاں بھی کوئی فتنہ نہ جگا جائیں۔ کیونکہ جو قوم اپنے محسن اعظم کے قتل کو گوارا کر سکتی ہے اُس سے کسی بھلائی کی توقع کیونکر ہو سکتی ہے۔ ہمیں اس اظہار افسوس کے ساتھ ساتھ اپنے گرد و پیش کا بھی جائزہ لے کر محتاط ہو جانا چاہیئے۔

عبدالستار خاں نیازی

خان عبدالستار خاں نیازی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ گاندھی جی بلا شبہ ہندو قوم میں ایک عظیم ترین شخصیت تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی ہندو قوم کے سُدھارنے پر صرف کی لیکن افسوس کہ ہندو قوم میں جو جارحانہ اقدامات کا قائل ایک ترقی پسند عنصر پیدا ہو گیا تھا اُس نے اپنی قوم کے اس محسنِ اعظم کی خدمات کو نظر انداز کر دیا اور جوشِ جنون و تعصب سے مغلوب ہو کر انہیں موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ ہمیں ہندو قوم کیساتھ افسوس ہے کہ انہوں نے اپنے اس محسن کی قدر نہ کی جو ہٹلر کی طرح ہر حال میں ہر حیلے اور بہانے سے صرف انہی کی بہتری کا خواہشمند تھا۔ اور اس بات کی کبھی پرواہ نہ کی۔ گاندھی کی موت اُن کے ایک ایسے لیڈر کی موت ہوگی جو بہ یک وقت متضاد و متوافق عناصر سے بھی دوچار رہتا تھا اور قوم کی برتری کو بھی نظر انداز نہ کرتا تھا ۔۔۔۔ آپ نے کہا ہماری پاکستان کی حکومت کو چاہیئے کہ وہ ہندو قوم کے اس فعل سے محتاط ہو جائے کہ جو قوم اپنے محسن کے حق میں ایسا سوچ سکتی ہے وہ غیروں کے حق میں کس قدر خطرناک ہوگی۔

راجہ سیّد اکبر خاں

نیازی صاحب کے بعد راجہ سیّد اکبر خاں نے تقریر شروع کرتے ہوئے کہا۔ بلاشبہ ہمیں گاندھی جی سے سیاسی اختلافات تھے لیکن قائد اعظم کے ارشاد کے مطابق کسی کی موت کے بعد رنجشوں کا ذکر کیا معنی؟ پاکستان نے اپنی مخالف قوم کے لیڈر کی موت پر جس ہمدردی کا اظہار کیا ہے دُنیا و جہان کی بلند سے بلند قومیں ایسا نمونہ پیش نہیں کر سکتیں۔ ملتِ اسلامیہ نے گاندھی جی کے افسوسناک قتل پر اپنے رویے سے ساری دُنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایک شریف قوم کی دشمنی بھی ایک رذیل قوم کی دوستی سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ اور مارِ آستین دُودھ پلانیوالوں ہی کو ڈسا کرتے ہیں۔

راؤ خورشید علی

اس کے بعد راؤ خورشید علی نے تعزیت کی قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ کہ جھوٹ ہو یا سچ جو چیز منظرِ عام پر آئی ہے وہ یہی ہے کہ گاندھی جی مسلمانوں کے حق میں آواز اُٹھاتے ہوئے مارے گئے۔ آپ کی قوم نے آپ کے اس فعل کو پسند نہ کیا کہ آپ مسلمانوں کو واپس بلائیں (اس کے بعد آپ نے انڈالہ ڈویژن کے اُن پناہ گیروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو ابھی تک کیمپوں میں ہیں۔ اور جن کو سندھ بھیجنے کے لئے کہا جا رہا ہے) لیکن شاید وہ بات دل سے نکلی تھی کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ مسلمان کہلانے والوں کے سلوک سے تنگ آکر ان کے خطے سے نکل کر اُس آواز پر لبیک، کہتے ہوئے جسے جھوٹی کہا جاتا ہے پھر اُسی جہنم زار میں جا رہے ہیں جہاں اُن کی عصمتیں لُٹیں۔ اُن کے عزیز و اقارب تہ تیغ ہوئے اور بچے موت کی نیند سُلا دیئے گئے۔ میں ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔۔۔۔ آپ یہاں تک کہنے پائے تھے کہ آنریبل سپیکر نے مداخلت کی اور آپ نے اپنی تقریر کا رُخ پھر صرف تعزیت ہی کی طرف پھیر دیا۔

سردار شوکت حیات خاں

راؤ صاحب کے بعد آنریبل وزیر مالیات سردار شوکت حیات خاں نے خان ممدوٹ کی اس قرارداد کی تائید کی اور فرمایا ہم یہاں ہندو گاندھی کی تعزیت کے لئے جمع نہیں ہوئے بلکہ اس ایوان میں اُس شخصیت کا ذکر ہو رہا ہے جو ہندوؤں کے علاوہ مسلمانوں کی بھی محسن تھی۔ اور جس ہستی نے اپنے سینے پر گولیاں کھا کر ثابت کر دیا کہ وہ اپنے ملک کی مسلمان اقلیت کی حفاظت کے لئے اپنی جان تک نذر کر سکتا ہے۔ صرف ہندوستان ہی کے لئے نہیں بلکہ آپ کی موت کا دن سارے پاکستان کے لئے افسوس کا دن ہے۔

میاں افتخار الدین

آپ نے کہا۔ گاندھی جی نے اگر آزادی کی جدوجہد شروع نہ کی ہوتی تو آج ہندوستان و پاکستان دونوں معرضِ وجود میں نہ آئے ہوتے۔ گاندھی جی کی موت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اُس وقت پاکستان میں کوئی ایسی بلند ہستی موجود نہ تھی جو اُن جیسی بلند باتیں کہہ رہی ہو۔ (اس پر ایوان میں غلط غلط کی آوازیں اُٹھیں اور آپ نے تقریر کا رُخ بدل دیا)

میاں افتخار الدین کی تقریر

سب سے آخر میں پراونشل لیگ کے صدر میاں افتخار الدین نے تقریر کی۔ آپ نے کہا۔ افسوس کہ تعزیت کی قرارداد کو بھی مذہبی مباحثے کی سی شکل دے دی گئی ہے۔ میرے خیال میں گاندھی جی کی موت کی ذمہ داری صرف ہندوؤں ہی پر نہیں سکھوں اور مسلمانوں پر بھی ہے۔ اے کاش وہ تینوں گولیاں تینوں قوموں کے ہاتھوں سے چلتیں۔ ہم سب نے مل کر ایسی فضا پیدا کر دی کہ وہ موت کا شکار ہوئے۔ آپ نے کہا۔ گاندھی جی کی موت اُن کی عظمت کی دلیل ہے۔ اُن کی موت اس بات کا ثبوت ہے کہ اس وقت پاکستان میں کوئی ایسی بلند ہستی موجود نہیں تھی جو گاندھی جی جیسی بلند باتیں کرتی (آپ یہ کہہ رہے تھے اور ایوان سے غلط غلط کی مختلف آوازیں اٹھ رہی تھیں) اس پر آپ نے فوراً اپنی تقریر کا رُخ تعزیت ہی کی طرف پھیر دیا۔

ایوان میں یہ قرارداد بحیثیت مجموعی پاس ہوئی۔ اور افسوس کے اظہار کے طور پر دس منٹ کے لئے اجلاس ملتوی ہو گیا ۔۔۔۔

اس کے بعد آنریبل اسپیکر نے نیازی صاحب کے پردہ بل اور دیگر بلوں کی منسوخی کا ذکر کیا۔ جن کا ذکر بلا منظوری اسپیکر اخباروں میں آگیا تھا۔

آپ نے فرمایا یہ بل چند قانونی اور ٹیکنیکل وجوہ کی بنا پر نامنظور کیا جاتا ہے ۔۔۔۔ اس کے بعد ہاؤس نے میاں محمد رفیق ایم۔ ایل۔ اے اور سیّد غلام مصطفےٰ گیلانی کی درخواستوں کی منظوری دی۔ اور آنریبل وزیر خزانہ کے ضمنی تخمینہ جات پیش کرنے کے بعد ایوان جمعرات تک کے لئے ملتوی ہو گیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا انتقال

لاہور ۱۶ مارچ۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری صدر مجلس اہلحدیث کل صبح ۹ بجے سرگودھا میں فوت ہو گئے۔

خطبہ جمعہ نمبر ۲۲

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ

ایک سچا احمدی خیال بھی نہیں کر سکتا کہ قادیان اُدھر رہے اور ہم اِدھر بیٹھے رہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷؍ فروری ۱۹۴۸ء بمقام کنری (سندھ)

مرتبہ:۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں بعض امور نہایت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو نظر انداز کر دینے یا انہیں اختیار کر لینے سے بہت بڑے اور عظیم الشان نتائج رونما ہوتے ہیں۔

پچیس سال کے قریب ہوئے جبکہ اٹلی میں مسولینی نامی ایک شخص نے حکومت وقت کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے اپنی حکومت قائم کی۔ اور اس نے یہ تمام جدوجہد اس بنیاد پر رکھی۔ کہ اٹلی کے لوگوں کے اخلاق بگڑ گئے ہیں۔ اور وہ پورے طور پر کام نہیں کرتے۔ اسی لئے وہ دنیا کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جو اصلاحات مسولینی نے کیں۔ ان میں سے ایک اصلاح یہ تھی۔ کہ ہر شخص اپنے وقت پر دفتر میں حاضر ہو۔ اور وقت پر کام شروع کرے۔ حتیٰ کہ پانچ چھ منٹ بھی دیر کر کے اگر کوئی شخص آتا تو اسے سخت سزا دی جاتی تھی۔ بلکہ بعض اوقات اسے ڈسمس بھی کر دیا جاتا۔ اب بظاہر یہ

ایک چھوٹی سی بات

معلوم ہوتی ہے۔ کہ لوگ وقت پر دفاتر اور کارخانوں وغیرہ میں حاضر ہوں مگر نتیجہ کیا نکلا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ قوم جو سارے یورپ کا جولانگاہ بنی ہوئی تھی۔ اور جو بھی اٹھتا اسے رگیدتا چلا جاتا۔ اس نے اتنی بڑی طاقت اور قوت اپنے اندر پیدا کر لی۔ کہ وہ دنیا کی بھاری طاقتوں میں شمار ہونے لگی۔ اور اٹلی جو صنعت و حرفت میں بالکل پیچھے پڑا ہوا تھا۔ اس نے ایسی

عظیم الشان ترقی

کی۔ کہ بعض کاموں میں وہ جرمن کے بعد دوسرے نمبر پر سمجھا جانے لگا۔

میں جب یورپ گیا تو راستہ میں کچھ دنوں کے لئے مجھے روم میں بھی ٹھہرنے کا موقعہ ملا۔ چونکہ مسولینی ان دنوں نیا نیا حکومت پر بیٹھا تھا (یہ ۱۹۲۴ء کی بات ہے اور اسے غالباً ۱۹۲۳ء کے آخر میں حکومت ملی تھی) مجھے بھی شوق پیدا ہوا۔ کہ میں اس شخص کو دیکھوں۔ جس نے

ایک مردہ ملک

میں جان ڈال دی۔ اور ایک مفتوح ملک کو فاتح ملک میں بدل دیا ہے۔ یوں تو وہ فاتح ہی تھا۔ مگر فرانس اور انگلستان والے اسے کمزور سمجھ کر اس سے ایسا ہی معاملہ کرتے تھے۔ جیسے مغلوب ملکوں سے کیا جاتا ہے غرض میں نے چاہا کہ میں مسولینی سے ملوں۔ اور میں نے اپنے ایک سیکرٹری کو برطانوی ایمبسیڈر Ambassador کے پاس یہ پیغام دے کر بھجوایا۔ کہ آپ مسولینی کے ساتھ میری ملاقات کا انتظام کرا دیں۔ اس نے جواب دیا۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ اس وقت تو یہ حالت ہے۔ کہ اگر میں بھی اس سے ملنا چاہوں۔ تو اس کے لئے وقت نکالنا مشکل ہوگا۔ دراصل وجہ یہ ہوئی۔ کہ (Count Matatti.)

کونٹ میٹی اٹلی کا ایک نواب تھا۔ جو وہاں کی

سوشلسٹ پارٹی کا لیڈر

تھا۔ اور یہ پارٹی مسولینی کی شدید مخالف تھی۔ اس پارٹی کی زیادہ تر ہمدردیاں مزدور پیشہ لوگوں کے ساتھ تھیں۔ جب ہم وہاں پہونچے۔ تو اس سے کوئی ۲۷۔۲۸ دن پہلے کونٹ میٹی (Count Matatti) کا پتہ نہیں لگتا تھا۔ کہ وہ کہاں گیا ہے۔ چونکہ اس کی پارٹی

بڑی مضبوط اور طاقت ور

تھی۔ اور مسولینی بھی اس پارٹی میں شامل ہوا کرتا تھا۔ بعد میں اس نے اس پارٹی سے نکل کر اپنی ایک الگ پارٹی بنالی۔ اور سوشلسٹ پارٹی اس کی مخالف ہو گئی۔ اس لئے لوگوں میں یہ عام خیال تھا۔ کہ کونٹ میٹی (Count Matatti.) کو مسولینی نے مروا دیا ہے۔ اس کا لوگوں میں بڑا چرچا تھا لیکن مسولینی کی طرف سے انکار کیا جا رہا تھا اور کہا جا رہا تھا کہ یہ بالکل غلط ہے وہ بزدل آدمی تھا کہیں ادھر ادھر بھاگ گیا ہوگا۔ ہم نے اسے نہیں مروایا۔ جس دن ہم پہونچے ہیں۔ اس سے کوئی دو دن پہلے کونٹ میٹی کی لاش مل گئی۔ اور یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو گئی۔ کہ اسے مروا دیا گیا تھا۔ اور چونکہ حکومت نے اس کے بھاگنے کا بہانہ بنایا تھا۔ اس لئے یہ بات بھی پختہ ہو گئی۔ کہ حکومت نے ہی اسے مروایا ہے۔ اس وجہ سے لوگوں میں

بہت شور

تھا۔ اس قدر شور کہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ مسولینی کو لوگ مار ڈالیں گے۔ یا اسے اپنے ملک سے نکال دیں گے۔ چونکہ اس وقت مسولینی کے خلاف ایک عام شورش برپا تھی۔ اس لئے برطانوی سفیر نے کہا۔ کہ ایسے حالات میں وہ آپ کو کہاں مل سکتا ہے بلکہ یہ بھی کہا کہ میں نے خود بھی کوشش کی تھی۔ کہ اس سے ملوں۔ اور بعض سرکاری کاغذات اس کے پاس لے جاؤں۔ مگر اس نے مجھ سے بھی ملنے سے انکار کر دیا ہے۔ برطانوی سفیر کے اس جواب کے بعد میں نے اسے کہلا بھیجا۔ کہ آپ کا ملنا اور رنگ رکھتا ہے اور میرا ملنا اور رنگ کا ہے۔ آپ کے متعلق مسولینی کو یہ خیال بھی ہو سکتا ہے۔ اگر آج میں نے ملاقات نہ کی۔ تو کیا ہوا۔ پانچ دس دن کے بعد ملاقات ہو جائیگی لیکن چونکہ میں سفر پر جا رہا ہوں۔ اس لئے ممکن ہے۔ مسولینی اس خیال سے مجھے

ملاقات کا موقعہ

دے دے۔ کہ اس آدمی سے دوبارہ ملنے کا موقعہ جلدی میسر نہیں آ سکتا۔ چنانچہ برطانوی ایمبسیڈر نے مسولینی کے دفتر کو فون کیا۔ اور اس کے بعد ہمارے ہوٹل میں جلد ہی اس کے سیکرٹری نے فون سے اطلاع دی۔ کہ کل گیارہ بجے اس نے ملاقات کا وقت دیا ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ خان ذوالفقار علی خان صاحب جو میرے سیکرٹری تھے۔ اور جنہوں نے دوسرے دن تمام انتظام کرنا تھا۔ وہ یہ بات بھول گئے۔ مجھے چونکہ فرصت کم ہوتی ہے۔ یہاں بھی فرصت نہیں ملتی۔ اور باہر تو بہت زیادہ مصروفیت ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے بھی یہ بات یاد نہ رہی۔ دوسرے دن جب ساڑھے دس بجے خان صاحب کو یہ بات یاد آئی۔ اور انہوں نے مجھے آ کر کہا کہ گیارہ بجے مسولینی سے ملاقات کا وقت مقرر ہے۔ اور اب ساڑھے دس بج چکے ہیں۔ میں نے کہا جلدی کریں۔ اسے اس بات کا سخت احساس ہے کہ

وقت کی پابندی

ہونی چاہیئے۔ اور ہمیں تو دیر ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہ گئے۔ اور انہوں نے موٹر کا انتظام کیا۔ ہم جس وقت چلے ہیں۔ اس وقت گیارہ بجنے میں چار یا پانچ منٹ باقی تھے۔ ہم نے موٹر والے کو کہا کہ تیز چلو۔ گھبراہٹ میں خان صاحب کو یہ بھی نہ یاد رہا۔ کہ کسی سے پوچھ لیں۔ کہ مسولینی رہتا کہاں ہے۔ ہم صرف انگریزی جانتے تھے۔ اور اٹلی میں بڑے بڑے افسر ہی انگریزی جانتے ہیں۔ عام لوگ انگریزی نہیں جانتے جیسے ان دیہات میں جہاں سندھی بولی جاتی ہے۔ اگر انگریزی بولی جائے۔ تو لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ حالانکہ انگریز یہاں حاکم رہ چکے ہیں۔ اسی طرح وہاں عام لوگ انگریزی نہیں سمجھ سکتے۔ اور پھر وہاں انگریز نہ کہ حاکم بھی نہیں تھے۔ اس لئے اٹلی والوں کا انگریزی سے اور بھی کم تعلق تھا۔ جس وقت موٹر چل پڑا۔ تو ڈرائیور نے کہا کہ جانا کہاں ہے وہ بھی کچھ بیوقوف تھا۔ اس نے ہوٹل پر ہم سے نہ پوچھا کہ ہم نے کہاں جانا ہے جب آدھ میل آگے نکل آئے۔ اس وقت اس نے پوچھا کہ جانا کہاں ہے۔ ہم نے یہ جواب دیا کہ مسولینی سے ملنا ہے۔ زبان میں لہجوں کے فرق سے بڑا بھاری فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک ہی لفظ ہوتا ہے مگر ایک شخص اور طرح بولتا ہے اور دوسرا اور طرح ایک ہندوستانی پنجابی کا لفظ بولے تو لوگ پہچان نہیں سکتے کہ پنجابی کا لفظ بولا گیا ہے۔ اسی طرح ایک پنجابی ہندوستانی کا لفظ بولے تو لہجہ اور تلفظ کے

فرق کی وجہ

سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ اس نے ہندوستانی زبان کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جب ہم نے کہا۔ ہم مسولینی

کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ تو اس نے کہا میں نہیں جانتا سولینی کون ہے۔ حالانکہ وہ انکا وزیر اعظم تھا۔ پھر ہم نے کہا ہم پریمیئر (Premier) کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ پریمیئر انگریزی میں وزیر اعظم کو کہتے ہیں اس نے کہا اچھا اچھا میں نے سمجھ لیا اور موٹر کو خوب تیزی کے ساتھ دوڑانا شروع کیا آخر ایک بہت بڑے قلعہ کے سامنے اس نے موٹر کو لا کر کھڑا کر دیا۔ جب ہم پہنچے اترے تو میں نے دیکھا کہ وہاں فوج کا پہرہ ہے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ

بادشاہ کا محل ہے

ہم نے اسے کہا ہم نے بادشاہ کا نام تو نہیں لیا تھا ہم نے تو پریمیئر کہا تھا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ ان کے ہاں پریمیئر کے معنے بڑے آدمی کے ہوتے ہیں۔ اور چونکہ سب سے بڑا آدمی بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیں بادشاہ کے محل پر لے گیا۔ غرض ہم اسے کبھی اشارے کرتے تھے۔ کبھی باتوں سے سمجھاتے تھے کہ کہاں جانا چاہتے ہیں کبھی خفگی کا اظہار کرتے تھے۔ مگر وہ ہماری بات سمجھ نہ سکا۔ آخر ہم نے کہا ہم ڈیوس Duce سے ملنا چاہتے ہیں۔ ڈیوس، اطالین زبان میں وزیر اعظم کو کہتے ہیں مگر اس کا تلفظ "ڈوشے" ہے ڈیوس نہیں۔ ہمیں چونکہ اس تلفظ کا علم نہیں تھا اور انگریزی میں یہ لفظ ڈیوس پڑھا جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے یہی کہا کہ ہم ڈیوس سے ملنا چاہتے ہیں اس پر وہ ہمیں ایک

ڈیوک کے مکان پر

لے گیا جو بادشاہ کا رشتہ دار تھا۔ مگر پھر وہ ہمارے بار بار ڈیوس کہنے سے خود ہی سمجھ گیا اور اس نے کہا ڈوشے کیوں نہیں کہتے۔ جب ہم وہاں پہنچے اس وقت ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ مسولینی کا پرائیویٹ سکرٹری ہمارے انتظار میں نیچے کھڑا تھا۔ اور وہ کانپ رہا تھا۔ جب ہم پہنچے تو اس نے کہا جلدی چلیں۔ اور کہا خبر نہیں آج میرا کیا حال ہو۔ مسولینی نے آپ کی ملاقات کے لئے گیارہ بجے کا وقت دیا تھا۔ اور وہ ایک منٹ کی دیر بھی برداشت نہیں کیا کرتا۔ اور اب تو ساڑھے گیارہ بج چکے ہیں۔ ہم نے اسے بتایا کہ یہ دیر ہوئی ہے۔ ہم تو سارا روم گھومتے چلے آ رہے ہیں۔ آخر وہی بات ہوئی جو میں نے برطانوی ایمبیسڈر سے کہی تھی باوجود دیر ہو جانے کے اس نے ہمیں ملاقات کا وقت دیا اور اس نے اپنے سکرٹری کو کچھ نہیں کہا کیونکہ ہم نے جاتے ہی بیان کر دیا کہ ہم راستہ بھول گئے تھے اور اسی وجہ سے ہم دیر سے یہاں پہنچے ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ وقت کے بارہ میں کتنے تشدد اور سختی سے کام لیا کرتا تھا

واقعہ یہ ہے

کہ اس نے بعض کمانڈر اور وزراء محض اس لئے موقوف کر دئے تھے کہ وہ پانچ منٹ دیر کر کے کیوں آئے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ملک جو نہایت ادنیٰ اور ذلیل ترین حالت میں تھا ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے کہیں کا کہیں جا پہنچا اور تجارت اور صنعت و حرفت اور زراعت میں اس نے بہت بڑی ترقی کی

تو بعض باتیں بظاہر چھوٹی ہوتی ہیں۔ مگر ان کے نتائج بہت بڑے نکلتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔ اے مومنو تم وہ باتیں کیوں کہا کرتے ہو جن پر خود عمل نہیں کرتے۔ اگر ایک انسان دعوے کرتا ہے کرے

بہت بڑا مخلص

ہوں مگر قربانی نہیں کرتا۔ محنت اور دیانتداری کے ساتھ کام نہیں کرتا۔ یا کام تو کرتا ہے مگر غلط طریق سے کرتا ہے۔ اور اس طرح اس کے کام کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوتا تو وہ کس طرح ترقی کر سکتا ہے ایسے لوگ یقیناً جس قوم میں ہوں گے۔ وہ ترقی سے محروم رہے گی۔ اور کبھی بھی دنیا کے مقابلہ میں کامیابی حاصل نہیں کر سکے گی۔

ہماری جماعت کے افراد بھی بہت بڑے دعوے کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ اور لوگوں سے ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ دینی کاموں کے لئے چندے دیتے ہیں اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان کے چندے دوسری قوموں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ دوسروں سے نمازوں کے زیادہ پابند ہیں گو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت کے افراد نماز کے اتنے پابند نہیں جتنے چندہ کے پابند ہیں اور شاید یہی لعنت ان پر پڑ رہی ہے کہ وہ پوری ترقی نہیں کر رہے مگر جہاں تک اور کاموں کا سوال ہے ایک احمدی اور غیر احمدی میں ہمیں کوئی فرق نظر نہیں آتا بلکہ جتنا

کام چور اور سست

ایک غیر احمدی ہوتا ہے اتنا کام چور اور سست ایک احمدی ہوتا ہے۔ حالانکہ جن قوموں سے ہمارا مقابلہ ہے ان قوموں سے ہم نماز کے زور پر نہیں جیت سکتے۔ نماز کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ہم جو نماز پڑھیں گے اس کا صلہ

قیامت کے دن

ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گا۔ لیکن دنیا میں اگر دوسری قوموں کے مقابلہ میں ہمیں فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ تو اپنی قوت عملیہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ہم نے اگر غیر احمدیوں ہندوؤں اور سکھوں کے مقابلہ میں جیتنا ہے۔ تو یقیناً ہم نماز سے نہیں جیت سکتے۔ نماز کے متعلق فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ بے شک اگر ہم نمازیں پڑھنے والے ہوں گے اور مسلمان نمازیں پڑھنے والے نہیں ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں داخل کر دیگا۔ اور ان لوگوں کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ لیکن

اس دنیا میں

یہ نہیں ہو سکتا کہ اگر ایک چیز کی سو روپیہ قیمت ہو تو نمازی کو اس چیز کے ایک سو بیس مل جائیں آج تک دنیا میں ایسا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ایسا ہو سکتا ہے اسی طرح یہ کبھی نہیں ہوا کہ اگر دس سیر بیج کی ضرورت ہو اور کسی شخص کے پاس صرف ایک سیر بیج ہو تو

چونکہ وہ نمازیں پڑھا کرتا تھا اس لئے دس سیر بیج اس کی فصل میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے آ کر ڈال جائیں نماز اور روزہ اور دعا کا زیادہ تر تعلق اس زندگی کے ساتھ ہے جو موت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ اور یا پھر ان معاملات میں خدا تعالیٰ اپنی

نصرت کا ہاتھ

دکھایا کرتا ہے۔ جن معاملات کو اس نے خالصتہً اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہوتا ہے۔ جن معاملات کے ساتھ اس نے عمل لگا دیا ہے۔ ان معاملات میں وہ کبھی دخل نہیں دیا کرتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب کفار مکہ سے لڑنے کے لئے بدر کے مقام پر تشریف لے گئے۔ تو بدر تک جانے کے لئے یہی طریق تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ یا اونٹوں پر جاتے یا گھوڑوں پر جاتے یا پیدل جاتے۔ خدا نے یہ کبھی نہیں کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو فرشتوں نے اٹھا کر بدر تک پہنچا دیا ہو یا احد تک پہنچا دیا ہو یا حدیبیہ تک پہنچا دیا ہو یا تبوک تک پہنچا دیا ہو۔ لیکن یہ ضرور کیا کہ جس جگہ انسانی کام ختم ہو گیا۔ وہاں خدا تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں اپنی نصرت کا ہاتھ ظاہر کر دیا۔ مگر جہاں انسان نے کام کرنا تھا وہاں خدا تعالیٰ نے ہرگز دخل نہیں دیا تلوار چلانا انسان کا کام ہے۔ خدا کا کام نہیں اس لئے یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یا اس کے فرشتوں نے دشمنوں پر تلوار چلانی شروع کر دی ہو یا خدا تعالیٰ نے یہ کیا ہو کہ چونکہ صحابہؓ زیادہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اس لئے اب انہیں

لڑنے کی ضرورت نہیں

ان کی جگہ فرشتے لڑنے کے لئے بھجوائے جائیں گے۔ لیکن جہاں انسان کا کام ختم ہو گیا۔ وہاں خدا تعالیٰ نے بیشک دخل دیا اور ہمیں اس کے دخل کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ مثلاً جہاں تک سو یا دو سو یا تین سو صحابہؓ کے لڑنے کا سوال تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس میں دخل نہیں دیا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو ہی باوجود تھوڑے ہونے کے لڑنا پڑا۔ لیکن جہاں یہ سوال آ گیا کہ تین سو ہزار پر غالب نہیں آ سکتے۔ وہاں اس کے فرشتے آ گئے اور اس طرح

تین سو

ہزار پر غالب آ گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا اسی جگہ دخل دیا کرتا ہے۔ جہاں انسان کا بس ختم ہو جائے۔ جہاں انسان کا بس ابھی باقی ہو وہاں وہ دخل نہیں دیتا۔ بلکہ اگر انسان اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ خود میری مدد کریگا تو بجائے مدد کرنے کے اللہ تعالیٰ اس پر اپنا عذاب نازل کیا کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب اپنی قوم کو لے کر نکلے اور فلسطین کی سرزمین میں پہنچے تو ان کی قوم نے انہیں کہا اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون اے موسیٰؑ تو اور تیرا رب دونوں جاؤ اور دشمنوں سے

لڑتے پھرو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ اگر بندے نے کام نہیں کرنا ہوتا اور سب کام خدا تعالیٰ نے ہی کرنا ہوتا ہے تو

موسیٰ علیہ السلام کی قوم

نے جرم کونسا کیا تھا۔ موسیٰ کی قوم نے وہی کچھ کہا جو اسے کہنا چاہیئے تھا۔ مگر بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ انہیں انعام دیتا اور کہتا شاباش۔ تم نے مجھ پر اپنے توکل کا خوب اظہار کیا ہے۔ تم نے ایک سچائی بیان کر دی ہے اور میں تمہارے اس فعل سے بہت خوش ہوں۔ اس نے یہ کہا کہ تم سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ تمہارے اس جرم کی وجہ سے واپس لے لیا گیا ہے۔ اب تم چالیس سال تک جنگلوں میں دھکے کھاتے پھرو گے اور یہ ملک تمہیں نہیں ملے گا۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ جو کام بندے نے کرنا ہوتا ہے۔ جب وہ نہیں کرتا تو اسے سزا ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ اسی وقت دخل دیتا ہے جب بندے کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ ورنہ جو کام بندے نے کرنا ہوتا ہے اس میں وہ دخل نہیں دیتا۔ جب موسیٰؑ کی قوم نے یہ کہا کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون تو خدا خوش نہیں ہوا کہ تم نے بڑے

ایمان اور توکل

کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ اس نے کہا کہ تم خدا کے مردود ہو گئے ہو اور اس کی درگاہ سے راندے گئے ہو اب چالیس سال تک تمہیں یہ ملک حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ ان کے اس جواب کی وجہ سے ہم نے انہیں یہ سزا دی کہ (یتیھون فی الارض) وہ دنیا میں دھکے کھاتے پھریں گے۔ کیونکہ جو کام انہوں نے کرنا تھا۔ اس کے متعلق انہوں نے کہہ دیا کہ ہم یہ کام نہیں کر سکتے۔ خدا اور اس کا رسول خود یہ کام کریں۔ لیکن دوسری طرف جب موسیٰؑ اور اس کی قوم کے پیچھے فرعون نے اپنی فوج ڈالدی اور لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے۔ تو خدا نے کہا تم کیوں کہتے ہو ہم پکڑے گئے ہیں یہ کام تم نے نہیں ہم نے کرنا ہے اور تم ضرور

فرعون کی فوج

سے بچ کر نکل جاؤ گے۔ اب دیکھو یہ دو مختلف مواقع ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو پیش آئے سمندر کے موقع پر خدا تعالیٰ نے ان سے یہ کہا کہ تم کیوں کہتے ہو کہ ہم پکڑے گئے ہیں۔ لیکن دوسرے موقعہ پر خدا تعالیٰ نے کہا تم کیوں یہ کہتے ہو کہ ہم لڑائی کے لئے نہیں جاتے۔ تمہیں اب مار پڑے گی ایک جگہ جب وہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم دشمن سے بچ کر نکلنا چاہتے ہیں۔ مگر ہم میں اس سے بچ کر نکلنے کی طاقت نہیں تو خدا ان پر خفا ہوتا ہے کہ کام تم نے کرنا ہے یا ہم نے۔ لیکن دوسرے موقعہ پر جب وہی لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ کام ہم نہیں کر سکتے۔ خدا خود یہ کام کرے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ تمہارا یہ جواب گستاخانہ ہے اگر تم نہیں لڑو گے تو ہم تمہیں سزا دیں گے

یہ فرق

آخر کیوں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کیوں ایک موقعہ پر کچھ اور دوسرے موقعہ پر کچھ کہا۔ یہ فرق اسی لئے ہے۔ کہ ایک مقام انسانی عمل سے تعلق رکھتا تھا۔ اور دوسرا مقام وہ تھا جہاں انسانی عمل ختم ہو چکا تھا۔ سمندر کا سامنے ہونا اور فرعون کے لشکر کا تعاقب کرنا اور پھر موسےٰ کے ساتھیوں کا اس سے بچ کر نکل جانا یہ انسانی طاقت میں نہیں تھا۔ انسان میں یہ کہاں طاقت ہے۔ کہ وہ سمندر کو دھکا دے کر پیچھے ہٹا دے اسی لئے جب انہوں نے کہا اف اب ہم کیا کریں۔ ہم تو پکڑے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ ان پر خفا ہوا۔ اور اس نے کہا۔ تم یہ کیا کہتے ہو۔ کام ہم نے کرنا ہے یا تم نے کرنا ہے۔ لیکن جہاں انسانی طاقت کا سوال تھا۔ اور جہاں ایک ایسے کام کرنے سے انہوں نے انکار کیا۔ جس کا کرنا ان کے فرائض میں شامل تھا۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان پر اس لئے ناراض ہوا۔ کہ تم کیوں کہتے ہو۔

یہ کام خدا کرے

یہ ایک ہی قسم کی دو چیزیں ہیں۔ ایک قوم ہے ایک نبی سے تعلق رکھنے والی جماعت ہے۔ ایک سفر میں یہ دو واقعات پیش آتے ہیں۔ مگر ابتداء سفر میں جب انہوں نے کہا ہم تو اب پکڑے گئے۔ ہم میں نہ مقابلہ کی طاقت ہے اور نہ جان بچانے کی تو اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا کہ تم کیوں یہ کہتے ہو۔ کہ ہم پکڑے گئے۔ کام تم نے کرنا ہے یا ہم نے کرنا ہے لیکن دوسری جگہ جب انہوں نے ہی یہ کہا کہ یہ کام خدا کرے۔ ہم نہیں کر سکتے۔ تو خدا ان پر خفا ہوا۔ کہ یہ تم نے کیا کہہ دیا ہے۔ تمہاری اس گستاخی کی یہ سزا ہے کہ چالیس سال تک اب تم

جنگلوں میں دھکے

کھاتے پھرو گے۔ اس فرق کی آخر وجہ کیا ہے۔ اس فرق کی یہی وجہ ہے کہ ایک مقام وہ تھا جہاں انسانی عمل کا دخل تھا۔ اور ایک مقام وہ تھا جہاں انسانی عمل کا دخل نہیں تھا۔ لڑائی کرنا بندے کا کام ہے اور سمندر کو پیچھے لے جانا بندے کا کام نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ

دنیا کے معاملات میں

دخل دیتا اور ضرور دیتا ہے۔ ہم نیچریوں اور دہریوں کی طرح یہ نہیں کہتے کہ خدا نعوذ باللہ مردہ ہے یا وہ چپ چاپ بیٹھا ہے۔ اور دنیا کے معاملات میں دخل نہیں دیتا۔ وہ دخل دیتا اور ضرور دیتا ہے مگر کب دخل دیتا ہے۔ وہ اسی وقت دخل دیتا ہے جب بندے کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن جہاں بندے کے دخل کا سوال ہوتا ہے۔ جہاں اسکی کوشش اور جدوجہد کا سوال ہوتا ہے۔ وہاں وہ دخل نہیں دیتا۔ جب تک یہ گر ہماری جماعت نہیں سمجھے گی جب تک ہماری جماعت کے افراد یہ احساس اپنے دلوں میں پیدا نہیں کریں گے۔ کہ لم تقولون مالا تفعلون کے ماتحت انہیں وہ دعوے نہیں کرنے چاہئیں جن دعووں کے

مطابق وہ عمل نہیں کرتے۔ اس وقت تک ہماری جماعت کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ تمہیں غور کرنا چاہیئے۔ کہ جب تم یہ کہتے ہو کہ ہم دنیا کو فتح کر لیں گے۔ تو کیا دنیا کو

فتح کرنے والے اخلاق

بھی تم میں پائے جاتے ہیں۔ دنیا فتح کرنے کے لئے تمہیں وہ قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ جو دوسری قومیں نہیں کر رہیں۔ دنیا فتح کرنے کے لئے تمہیں وہ کوششیں کرنی پڑینگی۔ جو اور لوگ نہیں کر رہے۔ دنیا فتح کرنے کے لئے تمہیں وہ اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے پڑیں گے۔ جو اور لوگوں میں نہیں پائے جاتے۔ دنیا فتح کرنے کے لئے تمہیں وہ سچائی اختیار کرنی پڑیگی۔ جو باقی دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ دنیا فتح کرنے کے لئے تمہیں وہ ذہانت پیدا کرنی پڑیگی۔ جو اور لوگوں میں نہیں پائی جاتی۔ دنیا فتح کرنے کے لئے تمہیں وہ محنت کرنی پڑیگی۔ جو اور لوگ نہیں کر رہے۔ اور اگر تم وہ قربانیاں نہیں کرتے۔ وہ کوششیں نہیں کرتے۔ وہ اخلاق نہیں دکھاتے۔ وہ سچائی اختیار نہیں کرتے۔ وہ ذہانت پیدا نہیں کرتے۔ وہ محنت کی عادت پیدا نہیں کرتے۔ جو

فاتح قوموں

کے اندر پائی جانی ضروری ہے۔ تو لم تقولون مالا تفعلون۔ تم کیوں یہ کہتے ہو کہ ہم احمدی ہیں۔ احمدیت کے معنے تو یہ ہیں۔ کہ دوسروں سے بالا ہو۔ اگر تم دوسروں سے بالا نہیں ہو۔ یا اگر تم دوسروں سے بالا نہیں رہنا چاہتے۔ تو تم جھوٹ بول کر یہ کیوں کہتے ہو کہ ہم احمدی ہیں۔ تم ایک لفظ کے پردہ کے پیچھے ایک بڑی بھاری حقیقت کو چھپا دینا چاہتے ہو۔ لیکن یاد رکھو محض لفظوں کے ساتھ کوئی حقیقت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ عمل سے ثابت ہوتی ہے۔ ہماری جماعت کو اپنے عمل سے ایسا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ جو دوسروں سے نمایاں ہو۔ ایسا نمایاں کہ ہر شخص محسوس کرے کہ ان لوگوں اور دوسرے لوگوں میں

بہت بڑا فرق

ہے۔

میں جب ولایت گیا تو حافظ روشن علی صاحب مرحوم ایک دن مجھے پوچھنے لگے۔ کہ آپ نے لنڈن میں کسی کو چلتے دیکھا ہے۔ اب بظاہر اس کا یہی جواب تھا۔ کہ کیوں نہیں۔ ہزاروں لوگوں کو چلتے میں نے دیکھا ہے۔ مگر میں جانتا تھا کہ حافظ صاحب کی طبیعت میں مزاح پایا جاتا ہے۔ اور ان کا مقصد کچھ اور ہے۔ چنانچہ میں نے کہا میں نے تو کسی کو یہاں چلتے نہیں دیکھا ہر ایک کو دوڑتے ہی دیکھا ہے۔ اس پر وہ ہنس پڑے۔ اور کہنے لگے میرا بھی یہی مطلب تھا کہ ہم نے کسی کو یہاں چلتے نہیں دیکھا۔ جس کو دیکھا دوڑتے ہوئے دیکھا۔ وہاں مزدور مکان بناتے ہیں۔ تو یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ مکان بن رہا ہے۔ بلکہ جس طرح ہمارے ملک میں کہیں آگ لگ جائے۔ تو لوگ اس کو بجھانے کے لئے دوڑتے ہیں۔ اسی طرح مکان بنانے کے لئے مزدور دوڑ دوڑ کر کام

کر رہے ہوتے ہیں۔ بازار میں لوگ خرید و فروخت کے لئے آ جا رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ آہستگی اور آرام کے ساتھ اپنے قدم اٹھا رہے ہوں۔ بلکہ اس تیزی کے ساتھ چل رہے ہوتے ہیں۔ کہ انہیں دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ پھر یہ خیال کرنا کہ جہاں تک انسانی عمل اور کام کا تعلق ہے۔ ہم سستی کے ساتھ کام کرتے ہوئے ان کے مقابلہ میں جیت جائینگے۔ اول درجہ کی

حماقت اور نادانی

ہے۔ امریکہ میں ایک مزدور کو تین سو روپیہ ماہوار ملتا ہے اور چونکہ مالک بہرحال نفع میں سے اس کو تین سو روپیہ دیتا ہے۔ اس لئے یہ واضح بات ہے۔ کہ وہ تین سو روپیہ اسی وقت دے سکتا ہے۔ جب وہ چار سو روپیہ اپنے مالک کو دے۔ اور وہ اس میں سے سو روپیہ اپنے پاس رکھ کر تین سو روپیہ مزدور کو دے دے۔ لیکن یہاں کام مزدور اور مستری کیا کرتا ہے۔ اسی طرح دوسرے کام کرنے والے کیا کرتے ہیں۔ کوئی مالک آخر اپنے پاس سے اتنی بڑی رقم مزدور کو نہیں دے سکتا۔ وہ اسی وقت دے سکتا ہے۔ جب اس سے زیادہ روپیہ اسے زمین میں سے مل رہا ہو۔ بہت سے لوگ جو امریکہ سے واپس آتے ہیں۔ میں ہمیشہ ان سے پوچھا کرتا ہوں۔ کہ آخر وجہ کیا ہے۔ کہ وہاں کا مزدور ڈیڑھ سو سے تین سو روپیہ ماہوار تک لیتا ہے۔ اور پھر اس کی گندم کی پیداوار میں بھی

کوئی خاص زیادتی نہیں

ہوتی۔ لیکن پھر وہاں کا زمیندار ہمارے ملک سے سستی گندم بیچتا ہے۔ میں کئی لوگوں سے یہ سوال کیا ہے مگر آج تک کسی شخص نے بھی جو امریکہ سے پھر کر آیا ہو۔ میرے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کچھ ماہرین زراعت مجھ سے ملنے کے لئے آئے تو میں نے ان سے یہی بات پوچھی۔ اور میں نے کہا میرا تو جی چاہتا ہے۔ میں خود امریکہ جاؤں اور پتہ لگاؤں۔ کہ آخر اس میں راز کیا ہے؟ یہاں مزدور تیس روپے لیتا ہے۔ اور پھر بھی مالک روتا ہے۔ مگر وہاں مزدور تین سو روپیہ ماہوار لیتا ہے۔ اور پھر وہاں کا زمیندار ہمارے ملک سے سستی گندم بیچتا ہے۔ اگر وہاں گندم کی پیداوار کی اوسط خاص طور پر زیادہ ہوتی۔ تب بھی کوئی بات تھی۔ مگر اس وقت تک جو رپورٹیں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں گندم کی پیداوار میں کوئی خاص زیادتی نہیں۔ پھر وجہ کیا ہے کہ وہاں کا زمیندار اپنے مزدور کو تین سو روپیہ ماہوار دے کر سستی گندم بیچتا ہے۔ اور یہاں تیس روپیہ ماہوار دے کر اتنی سستی گندم نہیں بیچی جا سکتی۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ یہاں کا مزدور اگر

چھ سات ایکڑ میں کام

کرتا ہے۔ تو وہاں کا مزدور اتنی دیر میں ہی ۲۵-۳۰ ایکڑ میں کام کر جاتا ہے۔ اور اس طرح اس کی مزدوری پھیل جاتی ہے۔ بہرحال جب تک قوم میں

محنت کی عادت

نہ ہو۔ جب تک قربانی کا مادہ نہ ہو۔ جب تک ایثار کا مادہ نہ ہو۔ اس وقت تک وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

اب ہماری جماعت پر جو مصائب آئے ہیں۔ ان میں بے شک ہم منفرد نہیں۔ بلکہ دوسروں پر بھی یہ مصائب آئے ہیں۔ لیکن ہم دوسروں کے ذمہ وار نہیں۔ اگر مسلمان ان مصائب کے بعد خوش ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ اگر ان

مصائب کے بعد

وہ تسلی پا کر بیٹھ گئے ہیں۔ اگر ان مصائب کے بعد وہ بے غیرت بنکر بیٹھ گئے ہیں۔ تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں۔ ہم بے غیرتی کے ساتھ یہاں نہیں بیٹھ سکتے ہم نے پھر اس ملک میں جانا ہے۔ جس ملک میں خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ ہم میں سے اگر کوئی شخص اس بات پر راضی ہو گیا ہے۔ کہ اسے اس ملک میں آ کر زمین یا دوکان مل گئی ہے۔ تو وہ بے غیرت اور بے حیا انسان ہے۔ جب تک ایک احمدی سچے دل سے احمدی ہے اس وقت تک وہ کبھی یہ خیال بھی نہیں کر سکتا۔ کہ قادیان ادھر رہے اور ہم ادھر بیٹھے رہیں۔ اگر ہمارے اندر غیرت اور ایمان کا

ایک شمہ

بھی پایا جاتا ہے۔ تو خواہ وہ دنیا کی بادشاہت ہمیں مل جائے۔ ہم نے جانا وہیں ہے جہاں خدا نے ہم کو پیدا کیا۔ اور جس کو خدا نے ہمارا مرکز قرار دیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہم آسانی سے وہاں جا سکتے ہیں۔ کیا تیس کروڑ افراد کی بادشاہت جو اس پر قبضہ جمائے بیٹھی ہے وہ آسانی سے اپنے قبضہ کو ترک کر دے گی۔ فرض کرو وہ لوگ ہمیں قادیان میں صلح سے نہیں جانے دیتے۔ تو لڑائی کے سوا قادیان کے حصول کے لئے ہمارے پاس اور کیا ذریعہ ہے۔ مگر کیا لڑائی ان سستیوں اور ان سے ہو سکتی ہے۔ جو ہماری جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ یا ان

غفلتوں اور کوتاہیوں

کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ جو ہماری جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ اس وقت تک چاہیئے تھا۔ کہ ہم میں سے ہر شخص سپاہی بن چکا ہوتا۔ ہر شخص رات اور دن کوشش کرتا۔ کہ میں لڑائی کے فن میں ایسا

اعلےٰ درجہ کا ماہر

بن جاؤں۔ کہ اگر مجھے لڑنا پڑے۔ تو میں پچاس پچاس اور سو سو دشمنوں پر غالب آ جاؤں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو اس نے کرنا کیا ہے خدا تعالیٰ نے یہ کبھی نہیں کیا۔ کہ کفار سے لڑائی ہو۔ تو مومنوں کی تائید کے لئے آسمان سے اپنے فرشتے اتار دے۔ اور

مومن اپنے گھروں میں آرام

سے بیٹھے رہیں۔ خدا نے آج تک ایسا نہیں کیا اگر دشمنوں سے لڑنا پڑے گا۔ تو خدا تعالیٰ یہی کہے گا۔ کہ دشمنوں سے لڑو۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ ان کے مقابلہ کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہو جائیں۔ ایسا خیال کرنا۔

اللہ تعالیٰ کی سنت

کے قطعاً خلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی سنت کو تبدیل نہیں کیا کرتا۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں موسیٰ کے آدمیوں کو ہی لڑنا پڑا تھا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ہی لڑنا پڑا تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جب حکومت اور سلطنت کی گھڑی قریب آئی تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کو ہی لڑنا پڑا تھا۔ اب اگر ہمیں بھی لڑنا پڑا تو یہ نہیں ہوگا کہ ہماری جگہ کوئی اور لڑے بلکہ ہم کو ہی لڑنا پڑے گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے

آنیوالے انقلاب

کے لئے اپنے اندر تغیر پیدا کر لیا ہے۔ کیا ہم نے اپنے فرائض کو سمجھ لیا ہے۔ کیا ہم نے اپنی سستیوں اور غفلتوں کو ترک کر دیا ہے کیا ہم نے اپنی جانوں کو قربان کرنے کا پختہ عہد کر لیا ہے۔ اگر کچھ بھی نہیں کیا تو یہ یقینی بات ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی سزا کے مستحق ہوں گے پہلے ہم میں سے بعض لوگ یہ سمجھ لیا کرتے تھے کہ ہم احمدی ہیں۔ ہماری حفاظت خدا تعالیٰ خود کرے گا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔ کوئی احمدی اللہ تعالیٰ کو قادیان سے زیادہ پیارا نہیں ہو سکتا مگر اللہ تعالیٰ نے قادیان کو بھی تم سے خالی کروا کر اور اسے سکھوں کے قبضہ میں دے کر تمہیں بتا دیا ہے کہ جو خدا قادیان کو سکھوں کے قبضہ میں دے سکتا ہے وہ تم کو بھی تباہ کر سکتا ہے۔ پہلے تم کو اپنے متعلق

یہ غلط فہمی تھی

کہ ہم خدا تعالیٰ کے خاص پیارے اور محبوب ہیں مگر اب تو تمہاری یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہیئے۔ اب تو تمہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ تم خدا تعالیٰ کے اتنے پیارے نہیں ہو سکتے کہ خدا تمہیں ضرور بچا لے اگر اپنے پیارے کو اس نے بچا لینا ہوتا تو تم سے زیادہ پیاری چیز قادیان اس کے سامنے تھی مگر اس نے قادیان کو بھی دشمنوں کے قبضہ میں دیدیا بیشک ہمارے آدمی وہاں بیٹھے ہیں مگر وہ اپنی جان کو ہتھیلی پر لے کر بیٹھے ہیں۔ جس دن لوگوں کا جی چاہے وہ ان کو مار سکتے ہیں اور اگر آسمان سے ان کی مدد کے لئے فرشتے نہ اتریں۔ تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ پس بیشک وہ بیٹھے ہیں۔ مگر کسی

امن اور صلح

کی صورت میں نہیں بلکہ محصور ہونے کی صورت میں بیٹھے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ سوائے اس کے کہ خدا کے فرشتے ان کی تائید کے لئے اتریں جس طرح کہ بدر کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے صحابہ رضؓ کی تائید کے لئے نازل ہوئے تھے اور کوئی صورت ان کے بچاؤ کی نہیں۔ گویا جہاں تک انسانی نظر کا سوال ہے۔ وہ ہر روز مرتے ہیں اور ہر رات مرتے ہیں۔ کوئی بھی وقت ان پر ایسا نہیں آتا۔ جب ان کی جان اپنے قبضہ میں ہو۔ بلکہ ان کی جان ان کے دشمن کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ ہمارا وہاں بیٹھ جانا بیشک اس بات کی تو علامت ہے کہ ہم نے اپنے مرکز سے اس

محبّت کا مظاہرہ

کیا ہے جس کا مظاہرہ اور مسلمان نے نہیں کیا۔ اور اسی لئے سارے فرقے ہماری تعریف کرتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ جہاں تک انسانی طاقت کا سوال ہے کیا ہماری یہ کوششیں کامیاب کوششیں کہلا سکتی ہیں کیا ہندوستان یونین کے حملہ کو ہم روک سکتے ہیں کیا اسلام کو ہم ان علاقوں میں مضبوطی سے قائم کر سکتے ہیں۔ بیشک ہم صلح سے پیار سے محبت سے منت وسماجت سے ہندوستانی یونین اور باشندگان مشرقی پنجاب سے کہیں گے کہ ہم آپ کے بھائی ہیں اور آپ کے ساتھ صلح کیساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ہماری جائدادیں اور ہمارے مقدس مقامات ہمارے حوالے کرو ہم تمہارے دکھ درد میں شریک ہوں گے اور تمہاری حیات کے ساتھ ہماری حیات ہوگی اور تمہاری موت کے ساتھ ہماری موت۔ لیکن اگر انہوں نے ہماری باتوں کو نہ مانا جیسا کہ اب تک نہیں مان رہے۔ اگر انہوں نے ہمارا حق ہم کو نہ دیا تو کیا ہم بے شرموں اور کم ہمتوں کی طرح بیٹھ جائیں گے۔ جو ہمارے صلح کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر ہٹا دیتا ہے۔ وہ ہمیں جنگ کا چیلنج دیتا ہے اگر ایسا ہی ہوا تو یقیناً احمدیت ہم سے مزید قربانی کا مطالبہ کرے گی۔ جب تک اس قربانی کے لئے ہم اپنے آپ کو تیار نہیں کر لیتے اور اپنے روز و شب کے کاموں میں یہ ثابت نہیں کر دیتے کہ ہمیں اپنے فرائض کا

کامل احساس

ہے اس وقت تک ہمارا منہ سے کچھ دینا کہ بڑا افسوس ہے قادیان ہمارے قبضہ سے نکل گیا محض ایک دھوکا اور فریب ہوگا۔ اگر تم جو پاکستان کے باشندے ہو یا انڈین یونین سے باہر کے کسی ملک کے رہنے والے احمدی ہو یا انڈین یونین کے باشندے مخاطب نہیں انہیں اپنے ملک میں امن سے رہنا ہوگا۔ ہاں ہر قسم کی آئینی جدو جہد کرنی ہوگی) اسی طرح سو رہے ہو جس طرح پہلے سو رہے تھے۔ اگر تمہارے اندر نہ فوجی تیاری پائی جاتی ہے نہ جان دینے کی خواہش پائی جاتی ہے۔ نہ حرکت اور بیداری پائی جاتی ہے۔ تو جس وقت کوئی شخص اپنی زبان سے یہ کہتا ہے کہ قادیان کے نکل جانے کا بڑا افسوس ہے۔ اس وقت خدا کے فرشتے اس پر لعنتیں ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں تو بڑا مکار ہے۔ بڑا فریبی اور خبیث ہے۔ اگر تجھے واقعہ میں قادیان سے محبت تھی تو کیوں نہ تو تلوار یا بندوق لے کر نکل کھڑا ہوا۔ یہ صحیح ہے کہ الامام جنۃ یقتل من ورائہ۔ امام ایک ڈھال کے طور پر ہوتا ہے اور

امام کی اتباع

میں لڑائی کی جاتی ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ابھی تک تمہارے امام نے تمہیں حملہ کی اجازت نہیں دی۔ مگر کیا جس دن امام کی طرف سے تمہیں حملہ کی اجازت ملی۔ اس دن تم حملہ کی تیاری شروع کرو گے۔ تیاری ہمیشہ وقت سے پہلے کی جاتی ہے۔ جو شخص وقت پر تیاری شروع کرتا ہے وہ ناکام و نامراد رہتا ہے۔ صحابہ رضؓ کو دیکھو کیا صحابہ رضؓ نے پہلے لڑنا نہیں سیکھا اگر وہ لڑنا نہیں سیکھے تھے تو بدر میں لڑا کون تھا۔ پس یہ اور چیز ہے کہ تمہیں ابھی تک لڑائی کے لئے آواز نہیں آئی۔ اس لئے کہ تمہارا امام لڑنا پسند نہیں کرتا۔ وہ صلح اور محبت سے اپنی جماعت کا حق لینا چاہتا ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ اگر وہ اس میں ناکام رہا اگر ہندوستان یونین نے اس کی مخلصانہ التجاؤں کو حقارت سے رد کر دیا۔ تو تم اس دن کے لئے کیا تیاری کر رہے ہو۔ اگر تم نے اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لی ہے۔ اگر تم نے قوت عملیہ سے کام لینا شروع کر دیا ہے اگر تم نے

لاف و گزاف

کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اگر تم کام ہی کام بن گئے ہو اگر تمہاری زبان گنگ ہو گئی ہے اور تمہارے ہاتھ اور پاؤں ہر وقت کام میں مصروف رہتے ہیں اور تم جہاد کے لئے پوری طرح تیار ہو گئے ہو۔ تو سبحان اللہ پھر تمہاری حالت بالکل درست ہے اور تمہارے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ تم نے اپنے مقصد کو پا لیا لیکن اگر یہ نہیں تو تمہارا یہ کہنا کہ وقت آئے گا۔ تو ہم قربانی کریں گے محض جھوٹ دھوکا اور فریب ہے۔

اعلان

"جن احباب جماعت کو قابل شادی لڑکیوں اور عورتوں کا علم ہو۔ جو گذشتہ فسادات میں وارثین کے شہید ہو جانے یا گم ہو جانے کی وجہ سے لاوارث ہو چکی ہوں۔ اور مشکلات اور تکالیف میں پڑی ہوں۔ وہ ان کے ضروری حالات سے نظارت امور عامہ کو اطلاع دیں۔ تا کہ ان کے آرام و سہولت کے لئے کوشش کی جائے اور شادی کا مناسب انتظام کیا جا سکے"

(ناظر امور عامہ)

کریما! بصد کرم کن برکسے کو ناصر دین است
بلاء او بگرداں گر ہے آفت شود پیدا

(۱) مکرم جناب محمد نواب خاں صاحب تحصیلدار لودھراں اپنا دو سو روپیہ تحریک جدید کا چندہ ارسال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ مجلس مشاورت پر جب آؤں گا۔ تو دستی ادا کر دونگا۔ مگر پھر خیال آیا۔ کہ زندگی کا کیا اعتبار۔ پس دو سو روپیہ چودھویں سال کا محاسب صاحب کے نام ارسال ہے

(۲) سیٹھ خیر الدین صاحب لکھنؤ نے اپنے چودھویں سال کا ۔/۳۵۰ ارسال فرمایا۔

(۳) جماعت چہور ضلع سیالکوٹ کے سیکرٹری چوہدری محمد اسلم صاحب نے اپنا اور اپنے خاندان اور دیگر احباب کے وعدوں کی فہرست ۔/۳۳۱ کی ارسال فرمائی اور اب جماعت کا سالم وعدہ بھی سو فی صدی پورا کر دیا۔ بعض احباب کی رقوم میں تھوڑی تھوڑی کمی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ ۳۱ مارچ سے قبل وہ اپنے وعدہ کی رقم بھیج کر سو فی صدی اپنا وعدہ پورا کریں۔

(۴) بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی نے ۹۰/۱۲ کی رقم اپنے اور اپنے خاندان کی طرف سے داخل فرما کر کہا کہ مہتہ عبد الخالق صاحب اپنے وعدہ کے علاوہ مزید رقم بھی اپنے ماہواری کے ساتھ دینگے۔ اس لئے کہ اس وقت سلسلہ کو مالی امداد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت دے۔

(۵) منشی محمد دین صاحب پنشنر مسجد مبارک قادیان نے ۶۹/۱ کا وعدہ سو فی صدی داخل فرمایا۔

(۶) چوہدری عطا محمد صاحب تحصیلدار تونسہ نے ۔/۲۲۵ کی رقم ارسال فرمادی۔

(۷) چوہدری غلام احمد صاحب دولت پور سپھاٹکوٹی نے ۔/۵۰۴ روپیہ ارسال فرمایا ہے

(۸) محترمہ سیدہ ام داؤد احمد صاحبہ حضرت میر صاحب مرحوم نے چودھویں سال کے لئے اپنے اور اپنے سارے خاندان کی طرف سے ۔/۲۵۰ روپے کا وعدہ کیا اور ساتھ ہی رقم ادا کی اور مکرم سید داؤد احمد صاحب ۷۵ کی رقم بھی اسی وقت اپنی طرف سے اور حضرت میر صاحب مرحوم کی طرف سے ادا کی اس کے علاوہ محترمہ سیدہ ام داؤد احمد صاحب نے ایک سو روپیہ زائد تحریک جدید میں داخل فرمایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ۔

(۹) ایک رقم ۔/۳۰ روپیہ کی ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ملی ہے مگر اس کے ساتھ اسم وار تفصیل نہیں ہے۔ احباب سے یہ درخواست بارہا کی گئی ہے کہ رقم کے ساتھ ہی تحریک جدید کے چندہ کی اسم وار تفصیل مع سال کی تخصیص کے کہ کس سال کا چندہ ہے کر دیا کریں تا نہ صرف رقم صحیح طریق سے داخل ہو سکے۔ بلکہ ۲۱ مارچ کی فہرست میں بھی احباب کے نام دعا کے لئے حضور کے پیش ہو سکیں۔ عہدہ داران اس امر پر خاص توجہ فرمادیں ۴

۴ اور احباب کی رقوم ۱۵ مارچ تک مع تفصیل محاسب صاحب کے پتہ سے بھیجیں۔

(۱۰) جڑانوالہ سے مکرمی محمد مختار صاحب نے ۔/۱۵۰ روپیہ تیرھویں سال کا ادا کرنا تھا۔ چونکہ انہوں نے کچھ دیر سے ادا کیا ہے۔ اس لئے انہوں نے اب ۔/۲۰۰ روپیہ ارسال فرمایا ہے۔ جزاکم اللہ۔ وہ احباب جن کے ذمہ گذشتہ سال کا بقایا ہے انہیں خاص توجہ کر کے اپنا عہد جلد سے جلد پورا کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے

ڈاکٹر سید عبد اللطیف کی صدر مجلس اتحاد المسلمین سے اپیل

حیدرآباد ۱۶ مارچ ۔ ڈاکٹر سید عبد اللطیف نے ایک بیان میں مجلس اتحاد المسلمین کے صدر سے اپیل کی ہے ۔ کہ وہ حکومت کو جس کو بنانے کے لئے خود انہوں نے معتدبہ حصہ لیا ہے ۔ مزید پریشانی میں نہ ڈالیں ۔ اور نہ حیدرآباد میں مزید تعطل پیدا کریں ۔ سید رضوی نے اس فیصلہ کی طرف کہ وہ ہونے والی گول میز کانفرنس میں اپنی پارٹی کو شامل نہیں ہونے دیں گے ۔ ڈاکٹر لطیف نے اشارہ کرتے ہوئے کہ آئین ساز مجلس سے علیحدہ رہ کر کوئی مفید مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا ۔ بلکہ صحیح عذمت یہی ہے ۔ کہ آگے بڑھ کر ایسے قابل نمائندے منتخب کئے جائیں ۔ جو پارٹی کی بابوت وکالت کر سکیں ۔ آپ نے کہا وزیر اعظم پر لائق علی خان کے لئے دو ہی راستے ہیں ۔ یا تو ان کے لئے اپنے راستے سے تمام روکاوٹیں دور کر دینی چاہئیں ۔ یا اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے ۔ اور حضور نظام نئی وزارت مرتب کر لیں ۔ (ر ۔ پ)

قاہرہ میں ہندوستانی طالبعلم

قاہرہ ۱۵ مارچ :۔ قاہرہ میں مقیم ہندوستانی سفیر ڈاکٹر سید حسین نے اپنی سندات شاہ فاروق کے سامنے پیش کرنے کے بعد مصر کے ایک مشہور اخبار کے نامہ نگار کے ساتھ ملاقات کے دوران میں بتایا ۔ کہ ہندوستانی طالب علم جلدی ہی الازہر یونیورسٹی میں داخل ہونے کے لئے مصر پہنچ جائیں گے ۔ آپ نے مزید کہا ۔ کہ وہ ہندوستان اور مصر کے درمیان قدرتی تعلقات کو مضبوط بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے ۔ عرب لیگ کی کلچرل کمیٹی کی میٹنگوں میں ہندوستانی نمائندہ بھی شامل ہوا کرے گا ۔ اسکے علاوہ آپ نے یہ بتایا کہ مصر اور ہندوستان کے درمیان تجارت پر تمام پابندی ہٹا دی جائیں گی :۔ (گلوب)

حکومت نظام کیطرف سے اردو روزناموں کو نوٹس

حیدرآباد ۱۶ مارچ :۔ حکومت نظام نے حیدرآباد کے دو اردو روزناموں "وقت" اور "اتحاد" کو ایک نوٹس کے ذریعہ ہدایت کی ہے ۔ کہ اخبار میں چھپنے والے تمام مضامین کو سنسر کے لئے پیش کیا کریں ۔ نوٹس فی الحال ۱۵ دن کے لئے ہے ۔

بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ ان اخبارات میں بعض ایسے مضامین شائع ہوئے ہیں جن سے ملک میں فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہے ۔ (ر ۔ پ)

بغداد ۱۶ مارچ ۔ شاہ فاروق کا پرسنل ایڈوائزر جو خفیہ مراسلہ لیکر شاہ عبد اللہ کیخدمت میں حاضر ہوا تھا ۔ مراسلہ دینے کے بعد آج واپس قاہرہ چلا گیا ۔ (ا ۔ پ)

پیپلز پارٹی کا قیام پاکستان سے غداری ہے

کراچی ۱۵ مارچ :۔ مسٹر ایس یوسف ہارون پریذیڈنٹ سندھ پراونشل مسلم لیگ نے "پیپلز پارٹی آف پاکستان" پر اظہار خیال کرتے ہوئے ایک پریس بیان میں کہا کہ اس پارٹی کے محرکوں سے پاکستان کے مسلمان لاعلم نہیں ۔ یہی لوگ جو اپنی ہی قوم سے دھتکارے گئے ہیں آج آزاد جمہوری ریاست قائم کرنے کی تبلیغ کر رہے ہیں ۔ آپ نے کہا ۔ کہ اگر یہ لوگ حقیقتاً قوم کے وفادار ہوتے ۔ تو فوراً مسلم لیگ کے ساتھ شامل ہو کر اپنی قوم کی خدمت کرتے ۔ اور اگر ان کو لیگ کے طریق کار سے کوئی اختلاف ہوتا ۔ تو ہمخیالات کے گروہ لوگوں کو جمع کرنے کا راستہ ہر وقت کھلا تھا ۔ مگر انہوں نے پاکستان کے دشمنوں کیساتھ ساز باز شروع کر دی ۔ اور قوم میں انتشار پیدا کرنیکی کوشش کی ۔ آپ نے کہا ۔ کہ پاکستان کے مسلمان آنکھیں بند کر کے نہیں بیٹھے ان لوگوں کو اندیشہ کے ساتھ مایوسی ہی ہونا پڑے گا ۔ (ا ۔ پ)

عورتوں کی بازیابی کی مہم

لاہور ۱۶ مارچ : مغربی پنجاب کی ممبر بیگم تصدق حسین نے آج ایک بیان میں کہا ۔ کہ مشرقی پنجاب اور ریاستوں سے مسلم خواتین کو نکالنے کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں ۔ اور بہت جلد زبردست مہم شروع ہو جائے گی ۔ آپ نے چھنی ہوئی عورتوں کے رشتہ داروں سے اپیل کی ہے کہ وہ ان عورتوں کے مکمل پتے اور حلیے وغیرہ سے انڈر سیکرٹری ریفیوجی ڈیپارٹمنٹ لاہور پاکستان کو بہت جلد اطلاع دیں ۔

آسام کی سرحدوں کے فیصلہ کے لئے مشترکہ کمیشن کا قیام

نئی دہلی ۱۵ مارچ ۔ آج ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا کہ آسام کی سرحدوں کے سلسلہ میں جو تنازعہ مشرقی پاکستان اور آسام میں پیدا ہو گیا ہے ۔ اسکو نپٹانے کے لئے حکام ہند اور پاکستان نے ایک مشترکہ کمیشن مقرر کی ہے ۔ یہ کمیشن پہلے بہار کے ساتھ ملحق جنگلات کے مسئلہ کا حل تلاش کریگی ۔ اور بعد ازاں دوسرے علاقوں کا سوال اٹھایا جائیگا ۔ اجلاس منعقد کرنے اور تاریخ وغیرہ کا کمیشن خود فیصلہ کرے گی ۔ پاکستان اور حکومت ہند نے مسٹر ... رد ... کی رسید معظم دین کو انہیں سلسلہ میں نامزد کیا گیا ہے۔

مغربی پنجاب کے سرکاری اداروں میں ریسرچ کا انتظام

لاہور ۱۶ مارچ ۔ محکمہ تعلقات عامہ مغربی پنجاب کی ایک اطلاع ہے ۔ کہ مغربی پنجاب کے بعض سرکاری اداروں میں ریسرچ کے کاموں کے لئے وسیع انتظامات عمل میں لائے گئے ہیں ۔ لاہور کی وکیسن انسٹیٹیوٹ میں ایک وفد دوائیات ایک لاکھ ۲۲ ہزار روپے کے مصرف سے تعمیر ہوا ہے ۔ اسی طرح میڈیکل سکول آف آرٹس میں بھی ریسرچ کے لئے ایک زائد لیبارٹری قائم کی گئی ہے ۔ گورنمنٹ کالج کی فزیکل لیبارٹری کو بھی زیادہ بنا دیا گیا ہے ۔ اور وہاں ایک نیا گیس پلانٹ لگا دیا گیا ہے ۔

گورنمنٹ کالج منٹگمری کی عمارات کی تعمیر کا کام بھی جلد شروع ہو جائے گا ۔ اس پر بارہ لاکھ سے زیادہ روپیہ خرچ ہو گا ۔

فلسطین کی تقسیم کے سلسلہ میں امریکہ کا نقطہ نظر بدل گیا

لیک سیکس (نیویارک) ۱۵ مارچ۔ امریکہ سے جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ فلسطین کی تقسیم کے سلسلہ میں امریکہ کا نقطہ نظر اب تبدیل ہو چکا ہے۔ امریکہ کی حکومت اب اس امر کی کوشش میں ہے۔ کہ تقسیم میں کچھ ردّ و بدل کرنے کے بعد ایک فیڈریشن بنائی جائے۔ واشنگٹن میں جو سرگرمیاں جاری ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ امریکہ عربوں سے سمجھوتہ کی کوشش میں لگا ہوا ہے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ امریکہ اپنی پالیسی میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ خیال کرتا ہے۔ کہ عربوں اور یہودیوں کو مل کر اقتصادی ترقی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ اپنے علاقوں میں حقوق دئے جائینگے۔ اس پالیسی کا اعلان تب کیا جائیگا۔ جب عرب اور یہودی آپس میں سمجھوتہ کریں گے۔ سیکورٹی کونسل تقسیم کی کمیشن کو اپنے آئندہ اجلاس میں کام جاری رکھنے کے لئے کہا گیا۔ اور انکے ساتھ ساتھ سمجھوتہ کی کوشش بھی کی جائے گی۔ (گلوب)

گورکھا سپاہیوں کا برطانوی ہیڈکوارٹر بند کر دیا گیا

نئی دہلی ۱۵ مارچ گورکھا سپاہیوں کا ہندوستان میں برطانوی ہیڈکوارٹر ۱۵ مارچ۔ بند کر دیا گیا ہے۔ گورکھا سپاہیوں کا آخری دستہ ۲۰ مارچ کو کلکتہ سے ہانگ کانگ اور ملایا کو جا رہا ہے۔ اس وقت کل ملا کر گورکھا سپاہیوں کا برطانوی ملازمت میں ہے سات ہزار پانچ سو ہے۔ ان میں سے ایک ہزار کے قریب رخصت پر ہیں۔ ہر گورکھا سپاہی ہانگ کانگ ملایا جا رہے ہیں۔ ان میں ۲۰۰ کے قریب شادی شدہ ہیں۔ (گلوب)

پاکستان کیلئے برطانوی کوئلہ آرہا ہے

ہل۔ یارک شائر ۱۵ مارچ۔ پاکستان کے لئے برطانوی کوئلہ کے جہاز عنقریب یہاں سے روانہ ہونے والے ہیں۔ گذشتہ جنگ کے بعد برطانیہ سے کوئلہ پہلی بار بھیجا جا رہا ہے۔ ایک ترجمان نے بیان کیا۔ کہ اگرچہ امسال پاکستان کے لئے کوئلہ بھیجنے کی کوئی مقدار معین تو نہیں۔ مگر بہت ممکن ہے۔ کہ اس کے علاوہ مزید کوئلہ بھیج دیا جائے۔ یہ صرف گھریلو ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ (رائٹر)

لاہور ۱۶ مارچ ہندوستان کے وزیر پناہ گزیناں مسٹر نیوگی آج واپس دہلی روانہ ہو گئے۔ (ا۔پ)

سندھ سے چالیس ہزار ہندو بذریعہ جہاز نکل چکے ہیں

کراچی ۱۵ مارچ۔ انڈین ہائی کمشنر کے آنریری مشیر انخلاء آبادی مسٹر ناونت کھنڈوالا (مقیم پاکستان) نے پولیس کے نمائندہ کو بتایا کہ اس ماہ کے نصف اول تک ۴۰۰۰۰ افراد کو ۲۷ جہازوں کے ذریعہ کراچی سے نکالا گیا۔ کیفی انخلاء آبادی کا اندازہ ہے کہ اس وقت تک سندھ سے قریباً تین لاکھ افراد کو کاٹھیاواڑ بھیجا جا چکا ہے۔ مسٹر کھنڈوالا نے بتایا۔ کہ کام بالائے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ آئندہ تارکان وطن کو ریل کے ذریعہ حیدرآباد کے ساتھ ماڑواڑ اور دوسری جگہوں میں بھیجا جائے گا۔ انڈین ڈپٹی ہائی کمشنر جو کہ حال ہی میں بالائی سندھ کے اہم مقامات کا دورہ کر کے واپس آئے ہیں باقی پناہ گزینوں کو جلد از جلد نکالنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ اندازہ ہے۔ کہ قریباً ۲۰ ہزار پناہ گزیں کراچی میں ۶ ہزار حیدرآباد (سندھ) میں اور ۱۰ ہزار سکھر اور شکارپور میں جانے کے لئے منتظر بیٹھے ہیں۔ مسٹر سری پرکاسا انڈین ہائی کمشنر برائے پاکستان پناہ گزینوں کی حالت کا معائنہ کرنے کی غرض سے سندھ کے اندرونی مقامات کا دورہ کر رہے ہیں۔ (ا۔پ)

حکومت نے مہاجر آباد کاروں کو نصف بٹائی معاف کر دی

لاہور ۱۶ مارچ۔ محکمہ تعلقات عامہ مغربی پنجاب کی اطلاع ہے۔ کہ مغربی پنجاب کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ غیر مسلموں کی چھوڑی ہوئی زمینوں پر جن مہاجرین کو آباد کیا گیا ہے۔ انہیں ربیع ۱۹۴۸ء کی فصلوں کی بٹائی کا نصف حصہ معاف کر دیا جائے۔ البتہ تقسیم سے پہلے کے مسلم مزارعین سے بٹائی کی پوری مقدار وصول کی جائے گی۔ یہ رعایت مہاجرین کی آبادی کے خاص حالات کے پیش نظر رکھتے ہوئے دی گئی ہے۔ کافی غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ کہ ربیع ۱۹۴۷ء اور خریف ۱۹۴۷ء کے لئے ان زمینوں کی بٹائی مالیہ اراضی کے چھ گنا مقرر کی جائے۔ اس کے بعد اس شرح پر دونوں ملکوں کے مابین ہونے والے تصفیوں کی روشنی میں نظر ثانی کی جائے گی۔ خریف ۱۹۴۷ء کی بٹائی کی وصولی موجودہ حالات میں مشکل ہے۔ اس لئے استادہ فصلوں کے نیلام سے جو آمدنی ہوئی ہے۔ حکومت اس کو کافی سمجھتی ہے۔

سی۔ پی کے وزیر اعظم کی وارننگ

ناگپور ۱۵ مارچ۔ سی۔ پی کے وزیر اعظم پنڈت روی شنکر شکلا نے ریاست جیپور کے صدر مقام میں تقریر کرتے ہوئے فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والے اور نظم و نسق میں انتشار پیدا کرنے والے لوگوں کو وارننگ دی ہے۔ ریاست جیپور حال ہی میں سی۔ پی میں شامل ہوئی ہے۔ پنڈت روی شنکر شکلا نے اس تقریر میں یہ بھی کہا ہے۔ کہ "ادیباسیوں" کا نام لے کر جو لوگ نظم و نسق میں گڑبڑ پیدا کرنے اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہے ہیں۔ اُن کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ آپ نے جے پال سنگھ کے ساتھیوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ سی۔ پی میں "ادیباسی تحریک" کو بند کر دیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ "ادیباسیوں" کی طرف سے علیحدہ ہوم لینڈ کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اس تقریر میں بہار اور سی۔ پی کے درمیان جھگڑے کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعظم سی۔ پی نے کہا۔ کہ اس کا فیصلہ دوستانہ طریقہ سے کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں کانگرس کے لیڈر جو فیصلہ کریں گے۔ ہم بطور کانگرسی کارکن اُسے تسلیم کر لینگے (گلوب)

عراق کے وزیر خارجہ دمشق جا رہے ہیں

بغداد ۱۵ مارچ۔ رائیٹر کے نامہ نگار کی اطلاع ہے۔ کہ عرب لیگ کے سیاسی کمشن کی دمشق میں ہونے والی ایک ضروری میٹنگ میں شرکت کے لئے عراق کے وزیر خارجہ بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہاں فلسطین کے مسئلہ پر بحث و تمحیص ہو گی۔ (رائٹر)

ریاستہائے متحدہ میں مزدوروں کی ہڑتال

پٹس برگ ۱۵ مارچ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں کوئلہ کی کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی یونین کے صدر جون لیوس نے مزدوروں کے پنشن کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کی حمایت میں امریکہ کے تیسرے حصہ سے بھی زیادہ مزدوروں نے کانوں میں کام کرنا بند کر دیا ہے۔ (رائٹر)

آل انڈیا بنیادی تعلیمی کانفرنس

پٹنہ ۱۵ مارچ۔ آل انڈیا بنیادی تعلیمی کانفرنس کا چوتھا اجلاس ہندوستانی تعلیمی سنگھ اور حکومت ہند کے محکمہ تعلیم کے زیر اہتمام حکومت بہار کے بنیادی تعلیم کے پرک رام ٹریننگ سنٹر میں منعقد ہو گا یہ اجلاس ۱۸ اپریل سے لے کر ۲۲ اپریل تک جاری رہے گا۔ اور اس کی صدارت ڈاکٹر ذاکر حسین کرینگے۔ اس کانفرنس میں بنیادی تعلیمی سکیم کی ترقی اور آئندہ پروگرام پر غور کیا جائے گا۔ (گلوب)

پیتل کی دوّنیاں لینے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے

کراچی۔ ۱۵ مارچ۔ کراچی میں پیتل کی جعلی دوّنیاں عام چل رہی ہیں۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ آج ریزرو بنک آف انڈیا (کراچی) سے پندرہ سو روپے کی پیتل کی دونیوں کے دوسرے سکّے تبدیل کرائے گئے ریزرو بنک کی کراچی کی شاخ کے مینجر نے نمائندہ پریس کو بتایا۔ کہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ کراچی میں لوگ پیتل کی دوّنیاں لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ سکّہ چالو ہے۔ لہذا ان کے لینے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ (ا۔پ)

کشمیری جنگ نے ہندوستانی سپاہیوں کی پست ہمتی ظاہر کر دی

کراچی ۱۵ مارچ۔ کشمیر و جموں مسلم کانفرنس کے بانی چودھری غلام عباس نے بیان کیا۔ کہ کشمیر میں لڑائی کا ایک مفید نتیجہ یہ بھی ہوا۔ کہ اس نے ہندوستانی مسلح فوجوں کے حوصلوں کو توڑ کر رکھ دیا ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ میرا خیال ہے۔ کہ ہندوستانی فوجیں آزاد کشمیر فوج سے شکست کھا کر کبھی خواب میں بھی حملہ کرنے کی جرأت نہ کرینگی۔ چوہدری غلام عباس نے قائداعظم سے تین گھنٹہ تک ملاقات کی۔ آپ نے وزیر اعظم پاکستان سے بھی ملاقات کی۔ اور ان سے آدھی رات تک گفت و شنید کرتے رہے نمائندہ پریس کی طرف سے ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا۔ کشمیر میں آزادانہ استصواب رائے ہی اس گتھی کا واحد علاج ہے۔ اور اس کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے۔ کہ ہندوستانی فوجوں کو ریاست سے نکال دیا جائے۔ ہم کسی صورت میں بھی ہندوستانی فوجوں کا کشمیر میں ٹھہرنا قبول نہیں کر سکتے

آپ نے مزید کہا۔ کہ موسم گرما میں ہندوستانی فوجیں آزاد فوجوں کو نکال لائینگی۔ محض خوش فہمی ہے۔ جنگ جاری رہے گی۔ جبتک کہ کوئی باعزت سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ آپ نے بتایا۔ کہ گذشتہ ستمبر میں میری ۱۵ سالہ لڑکی جموں سے اغوا کر لی گئی۔ جس کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ مجھے یہ ایک سخت تشویش ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر تشویش مجھے میرے کشمیری بھائیوں کے لئے ہے۔ جن پر بے پناہ ظلم توڑے جا رہے ہیں۔ سیالکوٹ جانے سے پیشتر آپ قائداعظم اور مسٹر لیاقت علی خاں سے ایک بار پھر ملاقات کرینگے (ا۔پ)

حکومت مشرقی بنگال نے اخباروں سے پابندیاں اٹھا لیں

ڈھاکہ ۱۶ مارچ۔ مشرقی بنگال کی لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں جو کہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے۔ وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے تمام اخبارات پر سے پابندیوں کو واپس لینے کا اعلان کیا۔ اور اس سلسلہ میں جن کو گرفتار کیا گیا تھا۔ ان کی رہائی کا حکم دے دیا۔ (ا۔پ)

فرانس اور ہندوستان میں قرضے کا سمجھوتہ

نئی دہلی ۱۵ مارچ۔ آج ہندوستان کی پارلیمنٹ میں وزیر خزانہ مسٹر چیٹی نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اس بات کا انکشاف کیا۔ کہ ہندوستان اور فرانس کے مابین قرضہ چکا دینے کا سمجھوتہ تقریباً طے ہو چکا ہے۔ اب صرف دستخط ہونے باقی ہیں۔ وہ بھی اس ماہ کے اخیر تک ہو جائیں گے (گلوب)